امیر خسروؒ حضرت نظام الدین اولیاءؒ کے حضور میں

ڈاکٹر بابر نسیم آسی
اسسٹنٹ پروفیسر فارسی
جی سی یونیورسٹی، لاہور

AMIR KHUSRU AND NIZAM -UD-DIN AULIA
A STUDY OF MUTUAL ASSOCIATION

Babar Naseem Aasi, PhD
Assistant Professor of Persian
Department of Persian, GC University, Lahore

Abstract

Amir Khusru is considered one of the great poets of Persian in the Subcontinent. He remained in the service of Nizam ud Din Aulia since his childhood, and was bestowed with his discipleship. The company of Hazrat Aulia uprooted the love for worldly riches and status from the personality of Amir Khusru. He acquired mystic purgation and enriched his inner through eternal light. Khusru had great veneration for his spiritual mentor, Hazrat Nizam ud Din Aulia and sacrificed everything in his love.

Keywords:

شیخ سعدیؒ، امیر خسروؒ، حضرت نظام الدین اولیاءؒ، شیخ فریدالدینؒ،
امیر سیف الدین لاچین، سلطان جلال الدین خلجی

سلطان المشائخ، برہان الحقایق، محبوب الٰہی حضرت نظام الدین محمد البخاری چشتیؒ صاحب سلسلہ بزرگ ہیں اور سلسلہ عالیہ چشتیہ کی ایک عظیم شاخ ''چشتیہ نظامیہ'' آپ کے فیضان کا مظہر ہے۔آپ بیس سال کی عمر میں علوم حدیث وفقہ میں یگانۂ روزگار ہو گئے اور دلی سے پاک پٹن (اجودھن) پہنچے۔جب شیخ فریدالدینؒ کی خدمت میں پہنچے تو انھیں دیکھتے ہی شیخؒ کی زبان مبارک سے یہ شعر ارشاد ہوا:

اے آتش فراقت دلہا کباب کردہ
سیلاب اشتیاقت جانہا خراب کردہ(۱)

ترجمہ: اے شخص تیری جدائی کی آگ نے ہمارے دل کو بھون کر رکھ دیا ہے اور تیرے عشق کے سیلاب نے ہماری روح کو گھائل کر دیا ہے۔

شیخ فریدالدینؒ نے انھیں بیعت سے سرفراز کیا۔کچھ عرصہ اجودھن میں قیام کے بعد شیخ کی اجازت سے دہلی میں تشریف لائے۔شہری زندگی سے اکتا کر اشارۂ غیبی پر موضع ''غیاث پور'' میں سکونت اختیار کی۔(۲)

یمین الدولہ ابوالحسن حضرت امیر خسرو رحمتہ اللہ پٹیالی میں ۶۵۱ ھ میں پیدا ہوئے۔ان کی پیدائش کے فوراً بعد ان کے والد امیر لاچین انھیں ایک کپڑے میں لپیٹ کر ایک مجذوب کے پاس لے گئے جس نے نومولود کو دیکھتے ہی پیشگوئی کی کہ یہ بچہ خاقانی سے بھی دو قدم آگے جائے گا۔(۳) امیر خسرو کو یہ شرف حاصل ہے کہ ان کے والد امیر سیف الدین لاچین بھی حضرت نظام الدین اولیاءؒ کے ارادت مند تھے اور ان کا پورا خاندان شرف بیعت سے سرفراز ہوا۔(۴) آٹھ برس کے کمسن خسرو، سلطان المشائخؒ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور ہمہ عمر بارگاہِ فیض رساں سے وابستہ رہے۔امیر سیف الدین محمود جب پہلی مرتبہ خسرو کو لے کر آستانہ شیخؒ پر حاضر ہوئے تو بارگاہ شیخؒ میں حاضری دینے سے پہلے خسرو نے پوچھا کہ آپ مجھے کس مقصد کے لیے لے کر جا رہے ہیں، انھوں نے جواب دیا کہ میں تمھیں حضرت محبوب الٰہیؒ کا مرید کرانے کے لیے لے کر آیا ہوں۔خسرو نے عرض کیا کہ پیر کا انتخاب اور پسند میرا فعل ہے نہ کہ آپ کا۔ان کے والد ان کو درگاہ کے دروازے پر چھوڑ کر اندر چلے گئے۔خسرو نے وہیں بیٹھے بیٹھے مندرجہ ذیل رباعی موزوں کی اور سوچا کہ اگر خواجہؒ روشن ضمیر ہیں تو اس کا جواب دیں گے۔جواب حسب حال ہوا تو مرید ہو جاؤں گا ورنہ واپس چلا جاؤں گا:

تو آن شاہی کہ بر ایوان حضرت
کبوتر گر نشیند باز گردد
غریبی مستمندی بر در آمد
بیاید اندرون یا باز گردد

ترجمہ: تو وہ بادشاہ ہے کہ تیری بارگاہ پر اگر کبوتر آکر بیٹھے تو شہباز بن جاتا ہے۔ ایک حاجت مند مسافر تیری چوکھٹ پر آیا ہے، اسے باریابی کی اجازت ہے یا وہ واپس چلا جائے۔

محبوب الٰہی نے کشف سے درگاہ کے باہر بیٹھے نوعمر لڑکے کا حال بھانپ کر خادم کو فرمایا کہ ایک ترک لڑکا دروازے پر بیٹھا ہے اس کے پاس جا کر یہ رباعی پڑھ دو:

بیاید اندرون مرد حقیقت
کہ با ما یک نفس ھمراز گردد
اگر ابلہ بود آن مرد ناداں
از آن راھی کہ آمد باز گردد(۵)

ترجمہ: اگر وہ حقیقت شناس شخص ہے تو اندر آئے اور ایک لمحہ کے لیے ہمارا محرم راز بن جائے اور اگر وہ شخص نادان اور بیوقوف ہے تو جس راستے سے آیا ہے (بے شک اسی راستے سے) واپس چلا جائے۔

خسرو یہ رباعی سنتے ہی خدمت شیخ میں پہنچے اور میخانہ عشق کے حلقہ بگوش ہوئے۔ اگرچہ امیر خسرو کا تعلق بادشاہانِ وقت سے رہا لیکن وہ پاک سیرت اور صاف باطن تھے جن کے قلب ونظر میں دنیاوی دولت اور جاہ و منصب کی اہمیت پرکاہ سے بھی کمتر تھی۔

محبوب الٰہیؒ بادشاہان وقت سے ملنا پسند نہ فرماتے تھے۔ سلطان جلال الدین خلجی ان سے ملاقات کا متمنی تھا لیکن خواجہ صاحبؒ اس کی درخواست ہمیشہ رد فرما دیتے۔ ایک دن امیر خسروؒ نے بادشاہ سے وعدہ کر لیا کہ حضرت شیخ ؒ کو مطلع کیے بغیر بادشاہ کو ان کی خدمت میں لے جاؤں گا۔ خسروؒ نے وعدہ تو کر لیا لیکن دل میں خیال پیدا ہوا کہ کہیں "سلطان جیؒ" کو ناگوار نہ گزرے، چپکے سے شیخ ؒ کو پیغام بھیج دیا۔ سلطان جیؒ نے یہ سنتے ہی شہر چھوڑ کر اجودھن کا قصد کیا۔ جلال الدین خلجی کو خبر ہوئی تو امیر خسروؒ سے راز فاش کرنے پر بازپرس کی۔ امیر خسروؒ نے عرض کیا کہ آپ کی ناراضی سے میری جان کو خطرہ ہے لیکن اگر مرشد آزردہ ہو جاتے تو میرے ایمان کا خطرہ تھا۔(۶)

خسروؒ قادر الکلام شاعر تھے، جو شعر کہتے، پہلے سلطان جیؒ کی خدمت میں پیش کرتے۔(۷) ایک دن محبوب الٰہیؒ نے ارشاد فرمایا کہ اصفہانیوں کی طرز پر شعر کہا کرو، جو عشق انگیز اور زلف و خال آمیز ہوں۔(۸) اس دن کے بعد سے خسرو نے شاعری کو عشق مجازی کے ذکر سے کمال تک پہنچا دیا:

ای چہرہ زیبای تو رشک بتان آزری ھر چند وصفت می کنم در حسن ازان زیبا تری
ھرگز نیاید در نظر نقشی ز رویت خوب تر شمسی ندانم یا قمر حوری ندانم یا پری

آفاق ھا گردیدہ ام مھر بتاں ورزیدہ ام　　بسیار خوباں دیدہ ام اما تو چیزے دیگری
من تو شدم تو من شدی من تن شدم تو جاں شدی　　تا کس نگوید بعد ازین من دیگرم تو دیگری
عالم ھمہ یغمای تو خلقے ھمہ شیدای تو　　آن نرگس رعنای تو آوردہ کیش کافری
خسرو غریب است و گدا افتادہ در شہر شما　　باشد کہ از بہر خدا سوے غریباں بنگری

ترجمہ: اے محبوب تیرا حسین چہرہ آزر کے بتوں کے لیے باعثِ رشک ہے، میں تیری جتنی بھی تعریف کروں تو اُس سے کہیں بڑھ کے حسین ہے، کوئی چہرہ تیرے چہرے سے زیادہ خوب صورت نہیں۔ میں نے سورج، چاند، حور اور پری، کسی کو بھی تجھ سے بڑھ کر حسین نہیں دیکھا، میں نے آسمانوں کی سیر کی ہے اور بہت سے حسینوں سے محبت کی ہے۔ میں نے بہت سے خوبرو لوگوں کو دیکھا لیکن تو ان سے مختلف ہے۔ میں تو بن گیا، تو میں بن گیا، مَیں جسم بن گیا اور تُو نے اس میں روح کی حیثیت اختیار کر لی (یعنی دوئی مٹ گئی) تا کہ اس کے بعد کوئی یہ نہ کہہ سکے کہ میں اور ہوں اور تُو اور۔۔۔۔ یہ ساری کائنات تیرا مالِ غنیمت ہے اور تمام مخلوق تیری عاشق ہے، تیری نرگسی آنکھیں ہمارے لیے کافری کا مذہب لے کر آئی ہیں۔ بے کس و بے وطن خسرو تیرے شہر میں آن پڑا ہے۔ للّٰہ مسافروں پر بھی نظرِ کرم ڈالیے۔

امیر خسروؒ کی غزلیات میں حضرت نظام الدین اولیاءؒ کے لیے مجازی رنگ جھلکتا ہے اور وہ کسی بے چین و بے قرار عاشق کی طرح اپنی کیفیات کا اظہار یوں کرتے ہیں:

خبرم رسید امشب کہ نگار خواھی آمد　　سرِ من فدای راھی کہ سوار خواھی آمد
ھمہ آھوان صحرا سرِ خود نہادہ بر کف　　بہ امید آنکہ روزی بشکار خواھی آمد
کششی کہ عشق دارد نگذاردت بدینسان　　بہ جنازہ گر نیائی بمزار خواھی آمد
بہ لبم رسیدہ جانم تو بیا کہ زندہ مانم　　پس ازان کہ من نمانم بہ چہ کار خواھی آمد
بہ یک آمدن ربودی دل و دین و جانِ خسرو　　چہ شود اگر بدینساں دو سہ بار خواھی آمد

ترجمہ: مجھے خبر ملی ہے کہ آج رات میرا محبوب آئے گا، میرا سر اس راستے پر قربان کہ جہاں سے تو سوار آئے گا۔ جنگل کے تمام ہرنوں نے اس اُمید پر اپنے سر کاٹ کر ہتھیلیوں پر رکھ لیے ہیں کہ کسی دن تُو شکار کے لیے آئے گا۔ ہمارے عشق کی کشش تجھے اس طرح (بے نیاز) نہیں رہنے دے گی، اگر تُو ہمارے جنازے پر نہ آیا تو (لامحالہ) قبر پر ضرور آئے گا۔ میری جان نکلتے ہوئے لبوں تک آن پہنچی ہے، تو آ جا کہ میں بچ جاؤں۔ پس جب میں نہیں رہوں گا تو تو کیا کرنے آئے گا۔ تیرے ایک دفعہ آنے سے خسرو اپنا دل، دین اور جان لٹا بیٹھا۔ اگر تو دو تین مرتبہ آ گیا تو پھر (خسرو) کا کیا ہوگا۔

ایک مرتبہ امیر خسروؒ نے شیخؒ کی خدمت میں قصیدہ پڑھنے کی اجازت چاہی اور قصیدہ پڑھنا شروع کیا اور اس میں حضرتؒ کی طرف سے عطا کردہ خطاب "ترک اللہ" کا ذکر کیا: (۹)

باش تا پردہ بہ اندازد جہاں از روئے کار — وانچہ امشب کردۂ فردات گردد آشکار
غوث عہد و قطب عصر اعظم نظام الحق کہ ہست — پادشاہ فقر و بہ ملک ولایت شہر یار
آن محمد نام کز رتبت رسول پاکؐ را — یار پنجم شد کہ در ھر جا خدایش باد یار
ھم صفا با آدمؑ و با پور مریمؑ ھم نفس — ھم قدم با خضرؑ و با موسیٰ عمرانؑ دست یار
مقتدائے مقتدایان طریقت خواجہ ای — کز ازل مسعود گشت و تا ابد شد بختیار
بہ زبانت چون خطاب بندہ ترک اللہ رفت — دست ترک اللہ بگیر وھم بہ اللہش سپار
چون من مسکین ترا دارم ھمینم بس بود — نیست حاجت خواھش آمرزش آمرزگار

ترجمہ: (اے محبوب) ٹھہر جا تا کہ دنیا تیرے عمل کے چہرے سے پردہ ہٹا دے اور جو تو نے آج رات کیا ہے وہ کل کو ظاہر ہو جائے۔ اپنے زمانے کے غوث اور قطب زماں، عالی مرتبت شیخ نظام الحقؒ ہیں جو شہنشاہِ فقر اور ولایت کی سلطنت کے شہریار ہیں۔ ان کا نام محمد ہے اور اس مرتبے کی وجہ سے آپ رسالت مآب صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے پانچویں یار ہیں، اللہ تعالیٰ ہر جگہ ان کا حامی و مددگار ہو۔ وہ طہارت و پاکیزگی میں حضرت آدمؑ اور حضرت عیسیٰؑ کے ہم نفس ہیں۔ وہ حضرت خضرؑ کے ہم سفر اور حضرت موسیٰؑ کی مدد کرنے والے ہیں۔ وہ پیشوایانِ طریقت کے سردار اور آقا ہیں، روزِ ازل سے مسعود اور تا ابد بختیار ہیں۔ چوں کہ آپؒ کی زبان مبارک سے اس غلام کے لیے "ترک اللہ" کا خطاب ارشاد ہوا ہے، اس لیے اس تُرک کی مدد کیجیے اور اس کو اللہ تک پہنچا دیجیے۔ میرے لیے یہی کافی ہے کہ آپؒ میرے ہیں، اس لیے اب مجھے بخشنے والے کی بخشش کی آرزو نہیں رہی۔

قصیدہ سن کر شیخؒ نے فرمایا: کیا مانگتے ہو؟ عرض کیا، شیریں سخنی کا طالب ہوں۔ فرمایا کہ چارپائی کے نیچے سے شکر کا طشت اٹھا لاؤ، اس کو تقسیم کرو اور خود بھی تھوڑی سی کھا لو۔ (۱۰) خسروؒ نے حکم کی تعمیل کی اور پھر ان کے کلام کی چہار دانگِ عالم میں یوں دھوم مچی کہ مرزا غالب نے ان کی عظمت کا یوں اعتراف کیا:

غالب میرے کلام میں کیوں کر مزا نہ ہو
پیتا ہوں دھو کے خسرو شیریں سخن کے پاؤں (۱۱)

کہا جاتا ہے کہ شیخ نظام الدین اولیاءؒ کے اشارے پر امیر خسروؒ کی خواجہ خضرؑ سے ملاقات ہوئی۔ خسروؒ نے ان سے لعاب دہن کی درخواست کی۔ خواجہ خضرؑ نے فرمایا کہ یہ سعادت تو شیخ سعدیؒ لے گئے۔

شکستہ دل خسرو محبوب الٰہیؒ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور سارا ماجرا عرض کیا۔خواجہ صاحبؒ نے اپنا لعاب دہن ان کے منہ میں ڈالا اوراس کی برکت سے ان کے کلام میں شیرینی پیدا ہوئی یہاں تک کہ ان کی تصانیف کی تعداد ننانوے کے قریب ملتی ہے۔(۱۲) خسروؒ فرماتے ہیں:

من از وی لعاب دہن یافتم — کہ زین گونہ آب سخن یافتم
زلالم کہ خضر آب، جوی ویست — بدان زندہ ام چون ز جوی وی است
دو قطرہ کزان در دوات افگنم — بظلمت در، آب حیات افگنم(۱۳)

ترجمہ: میں نے ان (نظام الدین اولیاؒ) سے لعاب دہن پایا اوراس سے اپنے کلام کی آب وتاب پائی۔وہ ایسا شیریں پانی ہے کہ آب حیات اس کی ایک شاخ ہے، میں اسی کے باعث زندہ ہوں چونکہ وہ انھی (نظام الدین اولیاؒ) کی ندیوں میں سے ایک ندی ہے۔مَیں اس سے دو قطرے دوات میں ڈالتا ہوں تو گویا سیاہی اور تاریکی میں آب حیات ڈالتا ہوں۔

سلطان المشائخؒ امیر خسروؒ پر بہت شفقت وعنایت فرماتے تھے۔ایک مرتبہ شیخؒ نے امیر خسروؒ کے لیے منظوم ارشاد فرمایا:

خسرو کہ بہ نظم و نثر مثلش کم خاست — ملکیت ملک سخن آن خسرو راست
آن خسرو ماست ناصر خسرو نیست — زیرا کہ خدائے ناصر خسرو ماست(۱۴)

ترجمہ: نظم ونثر میں خسرو کا کوئی ثانی نہیں ہے اور ملکِ سخن کی شہنشاہی اسی کے لیے مسلم ہے۔وہ ناصر خسرو نہیں بل کہ ہمارا (امیر) خسرو ہے،اس لیے کہ اللہ تعالیٰ ہمارے خسرو کا مددگار ہے۔

شیخ عبدالحق محدث دہلویؒ ''اخبارالاخیار'' میں لکھتے ہیں:

''شیخ نظام الدین اولیاؒ سے جو قربت امیر خسروؒ کو حاصل تھی، کسی اور کو نہ تھی۔خسروؒ ہر رات نماز عشاء کے بعد خدمتِ شیخؒ میں حاضر ہوتے اور کوئی دوسرا شخص اس خلوت میں مخل نہ ہوتا۔''(۱۵)

سلطان المشائخؒ، امیر خسروؒ سے تمام معاملات میں مشورہ فرماتے اور اگر کسی مرید نے شیخ نظام الدین اولیاؒ کی خدمت میں کوئی عرض داشت پیش کرنا ہوتی تو وہ امیر خسروؒ کے وسیلہ سے کرتا۔

صاحبِ ''سیرالاولیا'' لکھتے ہیں کہ ایک روز شیخ نصیرالدین محمودؒ چراغ دہلی نے امیر خسروؒ سے کہا کہ آپ کو سلطان المشائخؒ کی خاص قربت میسر ہے اور آپ جس وقت چاہیں،ان کی خدمت میں حاضر ہو جاتے ہیں،اگر موقع ملے تو عرض کرنا کہ مخلوق کی میرے پاس آمد سے میری عبادات میں خلل پڑتا ہے،

اگر شیخ ؒ اجازت دیں تو میں جنگلوں اور پہاڑوں میں جا کر یادِ خدا میں مشغول ہو جاؤں۔امیر خسروؒ نے موقع پا کر سلطان المشائخ ؒ کی خدمت میں حضرت چراغ دہلیؒ کی درخواست پیش کی اور سلطان جیؒ کے حکم کے مطابق ان کو مخلوق میں ہی رہنے کا پیغام دیا۔(۱۶)

امیر خسروؒ نے ''افضل الفوائد'' میں سلطان المشائخ ؒ کے اپنے متعلق لطف وکرم سے بھرپور فرمودات کو نقل کیا ہے(۱۷)

- ایک بار سلطان المشائخ نے اس بندہ (خسرو) سے فرمایا کہ میں سب سے تنگ آجاتا ہوں مگر تم سے نہیں۔دوسری بار فرمایا کہ میں سب سے تنگ آجاتا ہوں یہاں تک کہ خود سے بھی، مگر تم سے نہیں۔
- ایک بار ایک شخص نے حضرت نظام الدین اولیاؒ کی خدمت میں یہ عرض کرنے کی جرأت کی کہ امیر خسروؒ پر آپ جتنا لطف وکرم فرماتے ہیں، اس میں سے کچھ مجھ پر بھی کیجیے۔شیخ ؒ نے اسے جواب نہ دیا مگر اس غلام (خسرو) سے فرمایا کہ اُس وقت میرے دل میں یہ خیال پیدا ہوا تھا کہ میں اس شخص سے کہوں کہ پہلے وہ قابلیت تو لاؤ۔
- ایک مرتبہ فرمایا کہ میری سلامتی کی دعا مانگ، کہ تیری سلامتی میری سلامتی پر منحصر ہے۔
- پھر فرمایا کہ لوگوں کو چاہیے کہ تمھیں میرے پہلو میں دفن کریں۔شیخ ؒ نے مجھ سے وعدہ فرمایا ہے کہ جس وقت میں بہشت میں جاؤں گا،تم میرے ہم راہ ہو گے۔
- شیخ ؒ کے دستِ مبارک سے لکھے ہوئے چند خطوط میرے پاس ہیں اور یہ میرے ساتھ قبر میں دفن کیے جائیں تا کہ کل قیامت کے دن اللہ تعالیٰ مجھے ان تبرکات کے صدقے میں بخش دے۔
- سلطان المشائخ ؒ نے یہ شعر بھی میرے لیے ارشاد فرمایا:

در پیش تو از ہمہ کس بکہ منم   در راہ غمت کمینہ تر خس کہ منم

ترجمہ: (اے وہ کہ) تیرے لیے میری ہستی سب سے بڑھ کر ہے۔(تو) تیری محبت میں میرا حال بھی ایک حقیر تنکے کی مانند ہے۔

خسروؒ کی شیخ ؒ سے عقیدت کا اندازہ یوں بھی لگایا جا سکتا ہے کہ ایک مرتبہ ایک درویش سلطان المشائخ ؒ کی خدمت میں حاضر ہوا۔خسرو بادشاہ کے ساتھ کسی مہم پر گئے ہوئے تھے۔سلطان المشائخ نے درویش سے فرمایا کہ آج جو بھی فتوح آئے گی، تجھے مل جائے گی۔اتفاق ایسا ہوا کہ اس روز کوئی چیز نذر کے طور پر نہ آئی۔محبوب الٰہیؒ نے فرمایا کہ کل جو کچھ آئے گا تجھے مل جائے گا لیکن دوسرے روز بھی کوئی چیز نہ آئی۔آخر کار شیخ ؒ نے اپنے پاپوش اسے عنایت فرما دیے۔وہ لے کر روانہ ہوا۔راستے میں امیر خسروؒ

سے ملاقات ہوگئی جو واپس دہلی آ رہے تھے۔سلطان المشائخ کی خیریت معلوم کرنے کے بعد خسروؒ نے اسے کہا:"مرا از تو بوی پیر روشن ضمیر می آید، شاید که از شیخ ؒ نشانی نزد خودداری۔"

ترجمہ: مجھے تم سے اپنے مرشد کامل کی خوشبو آرہی ہے شاید تیرے پاس ان کی کوئی چیز ہے۔

اس نے جواب دیا: جی ہاں ان کے کفش مبارک ہیں۔ پوچھا: بیچو گے؟ اس نے ہاں کہی۔ امیر خسروؒ کے پاس اس وقت پانچ لاکھ نقرئی سکے تھے جو بادشاہ سے ایک قصیدہ کے انعام کے طور پر پائے تھے، وہ سب اس درویش کو دے دیے۔ کفش مبارک سر پر رکھ سلطان جیؒ کی خدمت میں پہنچے۔ سلطان المشائخؒ دیکھ کر مسکرائے اور فرمایا کہ خسرو! سستی ہی خرید لائے ہو۔ عرض کیا سرکار! درویش نے اسی پر اکتفا کیا، وگرنہ اس کے عوض میری جان اور تمام مال و دولت بھی طلب کرتا تو میں حاضر کر دیتا۔(۱۸)

ایک دن امیر خسروؒ سلطان المشائخؒ کو اپنا فارسی کلام سنا رہے تھے کہ یک دم ارشاد ہوا: تم ہندی زبان میں بھی اشعار کہا کرو۔ امیر خسروؒ نے عرض کیا کہ غلام نے مخدومؒ کے حکم پر پہلے ہی عمل کرنا شروع کر دیا ہے اور کچھ ہندی اشعار پیش کیے۔ محبوب الہٰیؒ مسکرائے اور فرمایا کہ تم ہمارے محرم اسرار ہو۔

امیر خسروؒ کا ہندی کلام تو باقی نہیں بچا لیکن ان کے کچھ اشعار زمانے کی دست برد سے محفوظ رہ گئے ہیں۔ آج بھی قوال محفل سماع کا اختتام ان کی اس ہندی نظم پر کرتے ہیں جسے موسیقی کی اصطلاح میں ''رنگ'' کہا جاتا ہے:

آج رنگ ہے، ماہا رنگ ہے
ایسو پیر پایا نظام الدین اولیاؒ
جگ اجیاروں میں تو ایسا رنگ اور نہیں دیکھو ری
دیس بدیس میں ڈھونڈ پھری ہوں
تورا رنگ من بھایو رے
نظام الدین اولیاء آج رنگ ہے، ماہا رنگ ہے(۱۹)

ان کی ایک مشہور نظم جو خواجہ نظام الدین اولیاؒ سے ان کے تعلق خاطر کی گواہ ہے، ذیل میں پیش کی جاتی ہے:

چھاپ تِلک سب چھینی رے، موسے نیناں ملا کے
نینا ملا کے، سینا لڑا کے، اپنی سی کر لینی رے
موسے نیناں ملا کے
چھاپ تِلک سب چھینی رے، موسے نیناں ملا کے

ارے متوالی کر لینی رے، موسے نیناں ملا کے
خسرو نظامؒ کے بل بل جاؤں، موہے سہاگن کینی رے
موسے نیناں ملا کے، چھاپ تِلک سب چھینی رے
موسے نیناں ملا کے(۲۰)

۱۸ ربیع الثانی ۷۲۵ھ میں سلطان المشائخؒ نے دارفانی سے دارالبقا کی طرف ہجرت فرمائی تو امیر خسرو سلطان غیاث الدین تغلق کے ساتھ لکھنوتی گئے ہوئے تھے۔ وہاں مرشد کی یاد نے بے قرار کیا تو بادشاہ سے اجازت لے کر دہلی کا رخ کیا۔ محبوب الٰہیؒ کی زیارت کے لیے پہنچے تو پتا چلا کہ محبوب خالق حقیقی سے جا ملے۔ شدتِ غم سے کپڑے تار تار کر دیے۔ اپنے چہرے پر کالک مل کر خاک پر لوٹنے لگے۔(۲۱) وہاں سے سلطان المشائخؒ کے مزار پر پہنچے اور مندرجہ ذیل مصرع پڑھا:

جامہ دران، چشم چکان خون دل روان(۲۲)

یعنی لباس تار تار ہے، آنکھیں آنسو بہا رہی ہیں اور ان سے دل کا خون رواں ہے۔

پھر ایک چیخ ماری اور فرمایا: سبحان اللہ! آفتاب در زمین وخسرو زندہ!

اور بے ہوش ہو کر گر پڑے۔ ہوش آیا تو سارا مال و دولت مرشدؒ کے نام پر مساکین میں تقسیم کر دیا اور ہندی کا یہ دوہا پڑھا:

گوری سووے سیج پر، مکھ پر ڈارے کیس
چل خسرو گھر اپنے سانجھ بھئی چوندیس(۲۳)

خسروؒ نے شیخؒ کے وصال پر سوز و غم سے بھرپور مرثیہ لکھا:

چہ روز است این کہ در عالم ز خون دیدہ طوفان شد
چہ سوز است این کہ از طوفان آتش خلق بریان شد

ترجمہ: یہ کیسا عجیب دن ہے کہ کائنات میں آنکھوں سے بہنے والے خون نے طوفان برپا کر دیا اور یہ کیسی تپش ہے کہ آگ کے طوفان سے مخلوق جھلس گئی ہے۔

حضرت نظام الدینؒ کے وصال کے موقع پر امیر خسروؒ فرماتے تھے کہ اے مسلمانو! میں کون ہوتا ہوں کہ ایسے شہنشاہ کے لیے گریہ وزاری کروں! لیکن میں اپنے لیے روتا ہوں کہ سلطان المشائخؒ کے بعد زندہ نہ رہوں گا۔ سلطان المشائخؒ کے وصال کے چھ ماہ بعد امیر خسروؒ بھی اپنے شیخ کامل سے جا ملے اور سلطان المشائخ کے مزار مبارک کی پائنتی کی طرف مدفون ہوئے۔

☆☆☆☆☆

حوالے

(۱) میر خورد، سید محمد بن مبارک علوی کرمانی، سیرالاولیا، مرکز تحقیقات فارسی ایران و پاکستان، اسلام آباد، ۱۹۷۸ء، ص ۱۱۶

(۲) ایضاً، ص ۱۲۰

(۳) میر علی شیر قانع تتوی، معیار سالکان طریقت (تذکرہ)، مرتبہ ڈاکٹر خضر نوشاہی، مرکز تحقیقات فارسی ایران و پاکستان، اسلام آباد، ۲۰۰۱ء، ص ۴۱۴

(۴) صباح الدین عبدالرحمٰن، بزمِ صوفیہ، نفیس اکیڈمی، کراچی، ۱۹۷۸ء، ص ۲۲۸

(۵) محمد عبداللطیف، ڈاکٹر، جذبِ کامل، پیکیجز لمیٹڈ، ۱۹۷۵ء، ص ۱۸

(۶) لعلی بدخشی، میرزا لعل بیگ، ثمرات القدس من شجرات الانس، مرتبہ سید کمال حاج سید جوادی، پژوہشگاہ علوم انسانی و مطالعات فرہنگی، تہران، ۱۳۷۶ش، ص ۳۶۵

(۷) حامد بن فضل اللہ جمالی، سیر العارفین، مترجم محمد ایوب قادری، اردو سائنس بورڈ، لاہور، ۱۹۸۹ء، ص ۸۸

(۸) میر خورد، سیرالاولیا، ص ۳۱۱

(۹) اسلم فرخی، ڈاکٹر، دبستانِ نظام، ص ص ۱۷۳-۱۷۲

(۱۰) میر خورد، سیرالاولیا، ص ۳۱۱

(۱۱) غالب، مرزا اسد اللہ خاں، دیوان غالب، مصحح حامد علی خان، الفیصل پبلشرز، اردو بازار لاہور، ۱۹۹۵ء، ص ۱۰۰

(۱۲) میر علی شیر قانع تتوی، معیار سالکان طریقت، ص ۴۱۵ ــ محمد صادق دہلوی، کلمات الصادقین، مرتبہ ڈاکٹر محمد سلیم اختر، مرکز تحقیقات فارسی ایران و پاکستان، اسلام آباد، ۱۹۸۸ء، ص ۸۳

(۱۳) محمد عبداللطیف، ڈاکٹر، جذبِ کامل، ص ۷۱

(۱۴) غلام سرور لاہوری، مفتی، خزینۃ الاصفیاء، جلد اول، انصاری کتب خانہ، ہرات بازار، کابل، س ن، ص ۳۴۰

(۱۵) عبدالحق محدث دہلوی، اخبار الاخیار مع مکتوبات، ص ۱۰۰

(۱۶) میر خورد، سیرالاولیا، ص ۲۴۷

(۱۷) ایضاً، ص ص ۳۱۳-۳۱۴

(۱۸) غلام سرور لاہوری، مفتی، خزینۃ الاصفیاء، ص ۳۴۱

(۱۹) محمد عبداللطیف، ڈاکٹر، جذبِ کامل، ص ص ۶۳-۶۲

(۲۰) ایضاً، ص ص ۶۴-۶۳

(۲۱) میر خورد، سیرالاولیا، ص ۳۱۴

(۲۲) ایضاً، ص ۳۱۴

(۲۳) اسلم فرخی، ڈاکٹر، دبستانِ نظام، ص ۲۱۱